تقسیم وراثت میں درپیش مسائل صوبہ خیبر پختون خواہ کے تناظر میں (مختلف شہروں کا ایک شماریاتی جائزہ)

ڈاکٹر سید غضنفر احمد
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ قرآن وسنہ، جامعہ کراچی، کراچی
بی بی عالیہ
ریسرچ اسکالر، شعبۂ قرآن وسنہ، جامعہ کراچی، کراچی

Abstract

It is assumed that the distribution of wealth according inheritance in KPK takes place in Islamic way(as per sharia rule) for this purpose we studied and conducted surveys in different cities of KPK like, PESHAWAR, NUSHEHRA,MARDAN, SAWABI,KUHAT, SAWAT, MALAKUND , FATA ,PATA,HAZARA DEVISION, In this study conducted through questionnaire and interviews. It has been observed that how much the people of KPK know the basic knowledge of Inheritance as per sharia rules, that how much they know their basic rights of Inheritance and it has been violated throughout the province regard less the city and cast, literate or illiterate, religious or non religious. Most of people of KPK believes in the Jirga system while other believe in FATWA and Judiciary.This study strongly recommends that there should be government organization for wealth distribution specially in the case of women. Even Religious families and personalities (most of them) are not following the teachings of Quran & Hadith as per its real spirit.

Keywords: Inheritance, Jirga System,wealth distribution

جب ہم اپنے اردگرد نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ بہت سارے لوگ معاشی استحصال کا شکار ہیں۔اور استحصال کا یہ عمل خانگی سطح سے لیکر قومی سطح تک محیط ہے اور دھاندلی کے اس بحر محیط میں کمزور آدمی حتی المقدور ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔اور ستم یہ ہے کہ ہر شخص دوسرے کا مجرم ہے حق تلفی پر آمادہ ہے۔

ایک عربی شاعر کیا خوب کہتا ہے:

والظلم من شیم النفوس ، فان تجد ذاعف؟ فلعل؟ ، الا یظلم

''ظلم انسان کی سرشت میں ہے، اور اگر تم پاؤ کسی کو ظلم سے پاک تو کسی علت (کی وجہ سے تارک ہوگا) ورنہ تو ظلم کرے گا ہی۔''

ظلم کی بہت سی صورتیں ہیں اور ہر شخص اپنی اپنی جگہ ظلم پر اور حق تلفی پر آمادہ ہے۔ اور سب سے بڑا جو ظلم کیا جاتا ہے جس کو عام طور پر برا بھی نہیں گردانا جاتا وہ ترکے میں عورت کی حق تلفی ہے۔

سورہ النساء میں آیت نمبر ۱۲ میں احکام وراثت بیان کرنے کے بعد آیت نمبر ۱۳ اور ۱۴ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''یہ حدیں اللہ کی مقرر کی ہوئی ہیں اور جو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے گا اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کردہ حدوں سے آگے نکلے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا ایسوں ہی کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔''(۱)

قرآن وحدیث میں خاص طور سے یتیم کے مال کے بارے میں تلقین کی گئی ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ نے فرمایا کہ(۲)

''کسی بھی مسلمان (بھائی) کا مال اس کی دل کی رضا کے بغیر (لینا) حلال نہیں ہے۔''(۳)

عام آدمی کے ان مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ ترکہ یا وراثت کی اپنے حقدار کو مکمل، شفاف اور بروقت منتقلی ہے۔

وراثت سرمایہ کی منتقلی کا ایک ایسا شفاف اور غیر متنازع ذریعہ ہے کہ اگر یہ اپنے مکمل اصولوں کے مطابق اپنے حقداروں کو پہنچ جائے تو عام آدمی کو درپیش بہت سے معاشی مشکلات کا حل نکل سکتا ہے۔

پاکستان میں وراثت کے قوانین ہر شخص کے مذہبی احکامات کی طرح انفرادی طور سے رائج ہیں اور ہر مذہب کے لوگوں کو اپنے مذہبی احکامات کے مطابق اس پر عمل کرنے کی آزادی ہے، (۴)(۵) اور شاید اسی وجہ سے ملک میں کلی طور پر ایک اور اسلامی جمہوریہ ہونے کے ناطے وراثت کے لئے ایک اسلامی قانون نافذ نہیں ہوا کہ جس کی رو سے ریاست کا ہر شہری اس کا پابند ہو۔ اور اس ہما ہمی میں لوگ اپنی مرضی سے جائیداد کی تقسیم کرتے ہیں اور اس کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں، چاہے وہ پٹواری کے میل ملاپ سے خسروں میں ادلا بدلی ہو چاہے ان خسروں سے وارثین کا اندراج ہی غائب ہو اور کبھی کبھی تو یہ ستم کیا جاتا ہے کہ جو عورت ۷،۸ بچے پیدا کر کے مر جاتی ہے اس کے بھائیوں کے جائیداد میں خسروں میں سرے سے اس کا نام ہی نہیں گویا حقیقت میں نہ سہی کاغذات میں اس کو پیدا ہوتے ہی مار دیا جاتا ہے۔

صوبہ خیبر پختونخواہ اس لحاظ سے ایک اہم صوبہ ہے کہ اس میں زیادہ تر جرگہ اور قبائلی سسٹم ہے۔ یہاں کے مختلف علاقے اور ڈویژنز ہیں۔ خیبر پختونخواہ میں وراثت کے سلسلے میں کلی اور جزوی طور پر سروے کئے گئے ہیں۔ معاشیات کے شعبے میں جیسا کہ

لکی مروت کا سروے جو کہ اعتزاز احمد، عنبرین بی بی اور طاہر محمود نے کیا، اور تقریباً ۵۰ خاندانوں سے یہ سروے کیا۔(۶)

چنانچہ ہم نے صوبہ کے اہم اور بڑے شہروں کے افراد کی رائے کے زیرِنظر جاننا چاہا کہ یہاں لوگوں کو ان کا حق وراثت بروقت مل جاتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں ہم نے جن علاقوں کا انتخاب کیا ان میں

☆ہزارہ ڈویژن (کونش ویلی، مانسہرہ اور اس کے نواح کے علاقے، ایبٹ آباد اور ہری پور)،

☆ مالاکنڈ/سوات ☆ کوہاٹ/بنوں ☆ نوشہرہ/پشاور

☆ مردان/صوابی ☆ فاٹا/پاٹا

(یہاں پر فاٹا اور پاٹا میں فرق ہے۔ فاٹا سے مراد قبائلی علاقہ جات یا ایجنسیاں جو کہ وفاقی حکومت سے بالواسطہ قانوناً منسلک ہیں۔ جب کہ پاٹا سے مراد وہ قبائلی یا ایجنسیاں جو کہ خیبر پختونخواہ کی حکومت کے تحت آتے ہیں۔(۷) ہوسکتا ہے کچھ وقت گذرنے کے بعد تبدیلی آجائے اور یہ قبائلی علاقہ جات یا تو الگ صوبہ بن جائیں یا پھر خیبر پختونخواہ میں داخل ہو جائیں۔ جیسا کہ یکم جنوری کو فیصلہ کیا گیا کہ ان قبائلی علاقہ جات میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے فیصلوں کا اطلاق ہوگا۔)(۸) شامل تھے۔ چنانچہ فاٹا اور پاٹا دونوں کے علاقوں سے سروے کیا گیا۔

وہاں کے رہائشی افراد (بالخصوص وہ افراد کہ جن کا تعلق تدریسی، قانونی اور علمی سطح سے ہو) سے انٹرویو لیا گیا ایک سوالنامے کی صورت میں اور بوقت ضرورت اور سہولت بالمشافہ بھی انٹرویو کیا گیا، تاکہ عام آدمی کا نقطہ نظر واضح ہو سکے۔

اس سوالنامے کا مقصد یہ تھا معلوم کیا جاسکے کہ آیا لوگوں کو وراثت کے حقوق کے بارے میں کتنا علم ہے؟ اور ان کے یہاں جائیداد کی تقسیم شریعت کے مطابق ہوتی ہے یا پھر اپنی مرضی سے؟ اور حق نا ملنے کی صورت میں لوگ زیادہ تر اپنے حق کے لئے کہاں رجوع کرنا پسند کرتے ہیں؟ عدالت/ جرگہ/ یا فتویٰ اور جب مذکورہ ممکنہ ذرائع کی طرف رجوع کرتے ہیں تو آیا اس فیصلے پر عمل بھی کرتے ہیں یا نہیں؟

اس کے علاوہ عورتوں کا طبقہ جس کا سب سے زیادہ استحصال ہوتا ہے آیا ان کو حصہ دیا جاتا بھی ہے کہ نہیں؟

اس کے علاوہ ایک اہم ممکنہ صورت جو کہ عورت کے مرنے پر جائیداد یا مالِ وراثت کے تقسیم پر ہوتی ہے اور اولاد نہ ہونے کی صورت میں عورت میت کے میکے والے بھی وارث ہوتے ہیں تو آیا اس صورت میں ان حقداروں کو ان کا حق دیا جاتا ہے یا نہیں؟

ہم نے اپنی تحقیق کے لئے جن لوگوں کا انتخاب کیا ہے ان میں علمائے کرام، وکلاء اور اساتذہ کے ساتھ ساتھ عام لوگ بھی شامل ہیں۔ مذکورہ افراد کا انتخاب اس لئے کیا گیا کہ یہی تین قسم کے افراد عام آدمی اور دور دور کے مختلف علاقوں کے لوگوں کے ساتھ روزمرہ کا میل جول و تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے ساتھ وہ عام آدمی کے ساتھ اختلاط رکھنے کی وجہ سے ان کے مسائل پر پر پوری نظر رکھتے ہیں۔ چنانچہ ان افراد کا مشاہدہ معلوم کرنا ضروری تھا۔

اس تحقیق کا مقصد یہ تھا کہ آیا لوگ کس حد اسلامی قوانین پر عمل کرتے ہیں اور یہ کہ پاکستان میں اس اہم فریضے کو لاگو کرنے کے لئے باقاعدہ نظام ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ اور اور اس سلسلے میں اسلامی حلقوں کی کیا رائے ہے اور ان کا کیا کردار ہے؟

اور آیا لوگوں میں اس کی آگہی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اپنے حق کو حاصل کرنے کس حد تک جا سکتے ہیں؟

قانون نافذ کرنے والے ادارے اس سلسلے میں کتنا کردار ادا کر رہے ہیں؟

زیرِ نظر سروے میں کل ۱۲۰، افراد کا تحریری سروے کیا گیا تھا۔ جن لوگوں تک کسی بھی ذریعے سے رسائی ہو سکتی تھی۔ اس کے علاوہ ایک دو افراد، خاص طور سے علمائے کرام سے بالمشافہ بھی اس مسئلے پر کافی سیر حاصل گفتگو ہوئی،

یہاں اس سوالنامے کے سوال بالترتیب اور اس کا نتیجہ جوابات کی صورت میں اور اس کا کل تناسب ذکر کیا گیا ہے۔

ہمارے سروے کا پہلا سوال تھا کہ:

۱۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ خواتین کو وراثت میں حصہ دیا جاتا ہے؟

شہر	تعداد ۱۲۰	ہاں	نہیں	معلوم نہیں
ہزارہ ڈویژن	۲۰	٪۹۵	٪۵	٪۰
مالاکنڈ/سوات	۲۰	٪۱۰۰	٪۰	٪۰
نوشہرہ/پشاور	۲۰	٪۵۵	٪۱۰	٪۳۵
صوابی/مردان	۲۰	٪۹۵	٪۰	٪۵
کوہاٹ/بنوں	۲۰	٪۱۰۰	٪۰	٪۰
فاٹا	۲۰	٪۱۰۰	٪۰	٪۰
فیصد	٪۱۰۰	٪۹۱	٪۳	٪۶

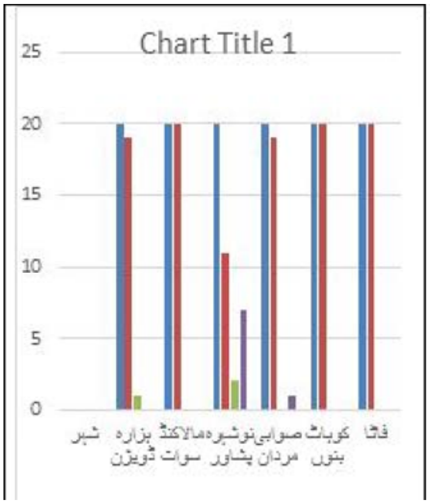

سب سے اہم ضرورت اس بات کے معلوم کرنے کی تھی کہ آیا عام آدمی کو اس بات کا ادراک ہے، کہ خواتین کا وراثت میں حصہ یا نہیں؟

چنانچہ سروے کے اس سوال کے جواب میں ٪۹۱ افراد نے جواب ''ہاں'' دیا۔

جب کہ (٪۳) کا جواب ''نہیں'' تھا۔ اور (٪۶) فیصد افراد کے علم میں نہیں تھا۔

ہم نے کئی ایسی خواتین سے ملاقات کی جن کو اس بات کا ادراک ہی نہیں تھا کہ عورت کو وراثت کا حق ملنا چاہیے، اور جائیداد میں حصے کے بدلے ملنے والی تھوڑی سی رقم کو وہ میکے والوں کا احسان قرار دیتی ہیں، حالانکہ یہ ان کا حق ہے۔

اگر عوام الناس قرآن مجید کا مطالعہ کریں تو وراثت کے مسائل قرآن میں بالکل واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں۔ قرآن مجید کی چوتھی سورت ''سورہ النساء'' ہے جو کہ چوتھے پارے سے شروع ہوتی ہے، اور اس سورت کی ابتدائی آیات میں خواتین کا اور یتیموں کا ذکر ہے۔(۹)

اور یتیموں کے مالِ وراثت کی تلقین کے بعد ساتویں آیت سے باقاعدہ مردوں اور خواتین کے حقِ وراثت کا ذکر شروع

ہو جاتا ہے۔(۱۰)

اور یہ اتنے صاف اور واضح الفاظ میں ہے کہ اس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔

اور سوائے چند ایک کے میراث کے تمام مسائل قرآن میں موجود ہیں مگر قرآن اور اس کے ترجمہ سے دوری کی وجہ سے لوگوں کو اسلام کے بنیادی احکام کا بالکل ادراک نہیں، مثلاً: ایک انتہائی تعلیم یافتہ خاتون سے اس موضوع پر بات ہوئی تو ان کی باتوں کا لب لباب یہ تھا کہ:

جو خواتین وراثت میں حصہ کی طلب گار ہیں وہ ظالم ہیں اور ایسا کر کے وہ بھائیوں کی زندگی سے نکل جاتی ہیں، اور جو بھائی بالفرض وراثت میں حصہ دینے کی آفر کرتے بھی ہیں تو وہ ان خواتین پر احسانِ عظیم کرتے ہیں۔۔۔

اگلا سوال یہ تھا کہ:

۲۔ کیا آپ کو حصوں کی مقدار کا علم ہے کہ کس صورت میں کتنا حصہ دیا جاتا ہے؟

شہر	تعداد۱۲۰	ہاں	نہیں	معلوم نہیں
ہزارہ ڈویژن	۲۰	۱۰۰٪	۰٪	۰٪
مالاکنڈ/سوات	۲۰	۲۰٪	۸۰٪	۰٪
نوشہرہ/پشاور	۲۰	۵۰٪	۱۵٪	۳۵٪
صوابی/مردان	۲۰	۶۵٪	۳۰٪	۵٪
کوہاٹ/بنوں	۲۰	۳۰٪	۵۵٪	۱۵٪
فاٹا	۲۰	۲۵٪	۶۰٪	۱۵٪
فیصد	۱۰۰	۵۲٪	۳۶٪	۱۲٪

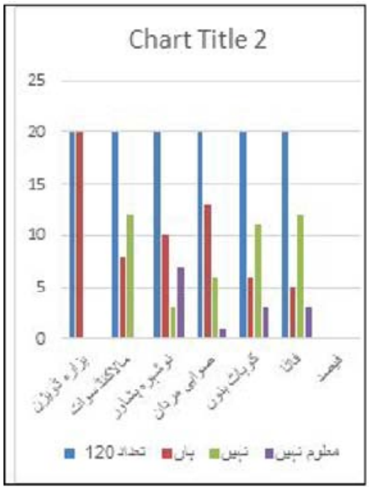

مذکورہ بالا سوال کے جواب میں (۵۲٪) فیصد افراد نے جواب ''ہاں'' دیا، اور ۳۶٪ فیصد نے ''نہیں'' کو نشان زد کیا۔ اور ۱۲٪ نے ''معلوم نہیں'' پر نشان لگایا۔

جب ہم نے سروے کیا تو خود شادی شدہ خواتین کا حال یہ تھا کہ وہ اپنا حق لینا اس لئے معیوب سمجھتی ہیں کہ حصہ لینے پر خاندان میں رسوائی ہوگی، اور بعض کا خیال تھا کہ ہم اپنے بھائیوں سے حصہ لے کر اپنے شوہروں اور سسرال والوں کو کیوں دیں؟ ہمارے خیال میں یہ بھی ان خواتین کی انتہائی بے چارگی کا عالم ہے ان کو معلوم ہے اول تو حصہ ملے گا نہیں اور اگر ملے گا تو میکے والوں کا مان بھی کھو دیں گی اور شوہر یا سسرال والے وہ حصہ ان خاتون کو دینے کے بجائے ہتھیا لیں گے۔

بلکہ کچھ خواتین تو اس کو بھی ذمہ دار وارثین کا احسان بتا رہی تھیں کہ لڑکی کا انتقال ہوا بے اولاد تھی چنانچہ سسرال والوں نے میکے والوں کو (بنا کسی شرعی تقسیم کے.......) جہیز کا تھوڑا بہت سامان واپس کر دیا، اور والدہ کے انتقال پر بہو نے نندوں کو اس کا زیور یا

استعمال شدہ سامان میں سے کچھ عنایت کر دیا، اس کو وراثت کی تقسیم کا نام دیا گیا۔

کچھ صورتیں ایسی تھیں کہ بہنوں کو ان کا شرعی حق ملا جب کہ ان بھائی یا تو تھے ہی نہیں یا والد اور بھائی زندہ نہیں تھے، یعنی جاہلیت کے اصولوں کے مطابق اگر عورت کے اصول وفروع میں کوئی وارث مرد موجود نہ ہو تو اس کو وراثت میں نہایت آسانی سے حصہ مل جاتا ہے۔ بصورتِ دیگر مشکل بلکہ ناممکنات میں سے ہے۔

اس سے اگلا سوال ماقبل ہی کا تشریحاً استفسار تھا کہ کیا مسئول اس سے باخبر ہے کہ عورت کن کن افراد کی (متوقع) وارث بن سکتی ہے؟ چنانچہ پوچھا گیا کہ:

۳۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ عورت کو ماں، باپ، بھائی، بہن یا شوہر کے مرنے کے بعد اس کے ترکے میں حصے دیئے جاتے ہیں؟

شہر	تعداد ۱۲۰	ہاں	نہیں	معلوم نہیں
ہزارہ ڈویژن	۲۰	۹۰٪	۵٪	۵٪
مالاکنڈ/سوات	۲۰	۹۰٪	۱۰٪	۰٪
نوشہرہ/پشاور	۲۰	۵۰٪	۱۰٪	۴۰٪
صوابی/مردان	۲۰	۸۰٪	۲۰٪	۰٪
کوہاٹ/بنوں	۲۰	۳۵٪	۱۰٪	۵٪
فاٹا	۲۰	۷۰٪	۱۵٪	۱۵٪
فیصد	۱۰۰٪	۷۷٪	۱۲٪	۱۱٪

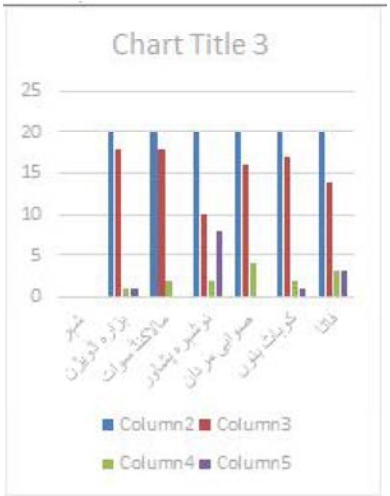

مذکورہ بالا سوال تفصیل طلب تھا اور ضروری تھا کہ مسئول کو سمجھایا جاتا چونکہ علمِ وراثت بذاتِ خود ایک وسیع علم ہے۔ چنانچہ اس سوال کی جزئیات کو سمجھنا ضروری تھا، مثلاً:

۱۔ کیا آپ کو معلوم ہے؟ اگر عورت کا باپ مرجائے تو عورت کو ترکہ میں حصہ ملتا ہے؟

۲۔ کیا آپ کو معلوم ہے؟ اگر عورت کی ماں مرجائے تو عورت کو ترکہ میں حصہ ملتا ہے؟

۳۔ کیا آپ کو معلوم ہے؟ اگر عورت کا بھائی مرجائے تو عورت کو ترکہ میں حصہ ملتا ہے؟

۴۔ کیا آپ کو معلوم ہے؟ اگر عورت کا شوہر مرجائے تو عورت کو ترکہ میں حصہ ملتا ہے؟

۵۔ کیا آپ کو معلوم ہے؟ اگر عورت کے بچوں یعنی (بیٹا یا بیٹی) مرجائے تو عورت کو ترکہ میں حصہ ملتا ہے؟

۶۔ کیا آپ کو معلوم ہے؟ اگر عورت کی بہن مرجائے تو عورت کو ترکہ میں حصہ ملتا ہے؟

تو مذکورہ سوال کے جواب میں مسئولین میں سے ۷۷٪ فیصد نے ''ہاں'' کا جواب دیا۔

جبکہ ۱۲٪ فیصد کا جواب ''نہیں'' تھا اور ۱۱٪ کا جواب ''معلوم نہیں'' تھا۔

اکثر انٹرویوز میں یہ دیکھنے کو آیا کہ جب خواتین اور حضرات سے اس موضوع پر تفصیلی بات ہوئی تو اس کے بعد ان کو ادراک ہوا کہ شریعت میں تقسیم ترکہ سے کیا مراد ہے؟

ورنہ زیادہ تر افراد یہ سمجھتے تھے کہ وراثت کی تقسیم کا مطلب یہ ہے کہ صرف موروثی زمینوں میں ان کو حصہ ملنا تقسیم ترکہ کہلاتا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ علاقے کی اکثریت افراد کو اس بات کا ادراک ہے کہ ایک خاتون مختلف صورتوں میں وارث بنتی ہے۔

اگلا سوال بھی خواتین کے سلسلے میں تھا اور اس لحاظ سے اہم تھا کہ علاقے میں اس کے اطلاق کا تناسب کتنا ہے؟

۴۔ ''شوہر مر گیا تو اگر مہر ادا نہیں ہوا تو عورت کو ترکے میں سے ادا کیا جاتا ہے، یا پنشن یا پراوڈنٹ فنڈ وغیرہ میں بھی شریعت کے مطابق حصے دیئے جاتے ہیں؟ (چاہے عورت کے بچے ہوں یا نہ ہوں) کیا آپ کے علاقے یا خاندان میں ایسا ہوتا ہے؟

شہر	تعداد ۱۲۰	ہاں	نہیں	معلوم نہیں
ہزارہ ڈویژن	۲۰	۶۵٪	۲۰٪	۱۵٪
مالاکنڈ/سوات	۲۰	۲۵٪	۳۵٪	۴۰٪
نوشہرہ/پشاور	۲۰	۲۰٪	۴۰٪	۴۰٪
صوابی/مردان	۲۰	۸۰٪	۵٪	۱۵٪
کوہاٹ/بنوں	۲۰	۳۰٪	۶۰٪	۱۰٪
فاٹا	۲۰	۴۰٪	۴۰٪	۲۰٪
فیصد	۱۰۰	۴۳٪	۳۴٪	۲۳٪

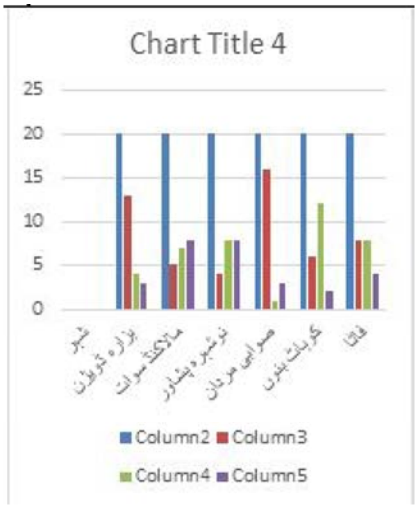

مذکورہ بالا سوال بھی مختلف النوع جزئیات پر مشتمل تھا چنانچہ ضروری تھا کہ سوال نامہ پر کرنے سے پہلے مسؤلین کو اس کی حتیٰ المقدور وضاحت کی جاتی، مثلاً:

۱۔ شوہر مر گیا اور عورت کا مہر ادا نہیں ہوا (اور عورت کے بچے ہیں) تو کیا عورت کو مہر ترکے میں سے ادا کیا جاتا ہے؟ کیا آپکے خاندان میں ایسا ہوا ہے؟

۲۔ شوہر مر گیا اور عورت کا مہر ادا نہیں ہوا (اور عورت کے بچے نہیں ہیں) تو کیا عورت کو مہر ترکے میں سے ادا کیا جاتا ہے؟ کیا آپکے خاندان میں ایسا ہوا ہے؟

۳۔ اسی طرح اگر شوہر مر جائے تو اسکے پراوڈنٹ فنڈ یا پنشن وغیرہ میں اسکی بیوی کو حصہ ملتا ہے آپکے خاندان میں؟

۴۔ اور یہ حصے شریعت کے مطابق دیئے جاتے ہیں یا اپنی مرضی سے؟

۵۔ مثلاً عورت کو مہر ادا نہیں کیا گیا اور پراویڈنٹ فنڈ یا گریجویٹی وغیرہ سے جو رقم حاصل ہوئی ہے یا پھر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ

حکومت کی طرف سے حادثے کے لواحقین کو رقم دی جاتی ہے۔

۶۔ یا انشورنس وغیرہ کی مد میں تو کیا اس صورت میں ان پیسوں کی تقسیم شریعت کے مطابق ہوتی ہے یا نہیں؟

آخر الذکر صورت حادثات کی صورت میں پیش آسکتی ہے، مثلاً: سب ایک خاندان کے لوگ ڈوب جائیں یا پھر زلزلہ میں دب جائیں یا ائرکریش ہو جائے۔ اس کی ایک مثال ہم ایک ائرکریش حادثے سے لے سکتے ہیں جس میں ایک ہی خاندان کے کئی افراد شکار ہوگئے تھے۔ جن کے اپنی جائیداد کے علاوہ حکومت کی طرف سے انشورنس کی رقم کی ادائیگی ہوئی تھی تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس ادا شدہ رقم میں علم فرائض کی طرح تقسیم ہوئی تھی یا پھر اپنی مرضی سے وصولی کی گئی تھی؟

بھوجا ائیر لائن کا یہ حادثہ ۲۰/اپریل ۲۰۱۲ ہوا تھا اور اس حادثے میں کونش ویلی ہزارہ ڈویژن کے ۵ افراد ماں، باپ، بیٹا، بہو اور بچی جاں بحق ہو گئے تھے اور ویکی پیڈیا کے مطابق ادارے نے ہر فرد کے حساب سے پانچ لاکھ روپے ادا کئے تھے۔ (۱۱)

بہر صورت مقصود یہاں ذکر کا یہ ہے کہ مانسہرہ کے رہائشی افراد کے حاصل کردہ رقوم کے بارے میں باوجود کوشش کے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ لواحقین کو رقوم کی ادائیگی شریعت کی رو سے کی گئی تھی یا نہیں؟ اور نہ ہی یہ معلوم ہو سکا کہ ان کے بعد جائیداد کی تقسیم شریعت کے مطابق ہوئی تھی یا پھر اپنی مرضی سے؟

علماء اس مسئلہ کو سراجی کے مطابق ہدمیٰ، غرقیٰ اور حرقیٰ کے قاعدے سے حل کرتے ہیں (۱۲)، (۱۳) کہ اگر ایک ہی خاندان کے ایک سے زائد افراد ایک ساتھ انتقال کر گئے ہوں تو ان کی وراثت کی تقسیم کس طرح ہوگی۔ (۱۴) مگر پاکستان میں چونکہ ایسا باقاعدہ قانون سرے سے رائج ہی نہیں ہے اور نہ باقاعدہ کوئی محکمہ ہے کہ جس کی رو سے ورثاء اور حقداروں کو ان کا حق بروقت اور پورا مل جائے۔ چنانچہ لوگ ایسی صورت میں جرگہ والوں اور پنچائت والوں سے رجوع کرتے ہیں۔

اس میں علماء کرام کو چاہیے کہ ائرکریش کے مسئلے کو مندرجہ بالا مسائل پر قیاس کریں۔ (۱۵) (جیسا کہ جامعہ بنوریہ اور جامعہ طاہریہ کے دارالافتاء کے استاذ مفتی آصف اختر نے اس مسئلے پر بات کرتے ہوئے ہم سے ذکر کیا کہ ائرکریش کا مسئلہ حرقیٰ اور ہدمیٰ کی طرح ہے۔ (۱۶)

اس سلسلے میں ۴۳٪ فیصد افراد کا جواب ''ہاں'' تھا، اور ایسے کیسز بہت کم سننے میں آئے۔ جبکہ ۳۴٪ فیصد افراد کا جواب ''نہیں'' تھا، اور ۲۳٪ فیصد افراد کا جواب ''معلوم نہیں'' تھا، اکثر مشاہدے میں آیا کہ بیرون ممالک میں جاب وغیرہ کے سلسلے میں جو لوگ ناگہانی اموات کا شکار ہو جاتے ہیں، ان کا انشورنس وہی حاصل کرتا ہے جو طاقتور ہے۔ یعنی اگر بیوی زیادہ اثر رسوخ والی ہے تو وہ لے لیتی ہے، ورنہ بچوں کے بہانے چچا وغیرہ ہتیا لیتے ہیں۔

اور جو خاتون بیچاری نکاحِ ثانی کر لے تو وہ تو کسی بھی صورت اپنے زوجِ اول کی وراثت کی حقدار نہیں ہوتی، (جبکہ اسلام میں ایسا کوئی تصور نہیں کہ اگر کوئی خاتون دوسری شادی کر لے تو اس کو پہلے شوہر کی جائیداد میں سے حصہ نہیں دیا جاتا۔)

۵۔ عورت (شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ) اس کو شوہر یا باپ یا بھائی کی جائیداد میں سے بغیر کسی کیس یا جرگہ کے باہم رضامندگی کے ساتھ حصہ دیا گیا ہو، کیا آپ کے علاقے یا خاندان میں ایسا ہوتا ہے؟

شہر	تعداد ۱۲۰	ہاں	نہیں	معلوم نہیں
ہزارہ ڈویژن	۲۰	۴۰٪	۵۵٪	۵٪
مالاکنڈ/سوات	۲۰	۱۵٪	۶۰٪	۲۵٪
نوشہرہ/ پشاور	۲۰	۵۰٪	۲۰٪	۳۰٪
صوابی/ مردان	۲۰	۴۵٪	۴۰٪	۱۵٪
کوہاٹ/ بنوں	۲۰	۳۵٪	۵۵٪	۱۰٪
فاٹا	۲۰	۲۵٪	۵۰٪	۲۵٪
فیصد	۱۰۰٪	۳۵٪	۴۷٪	۱۸٪

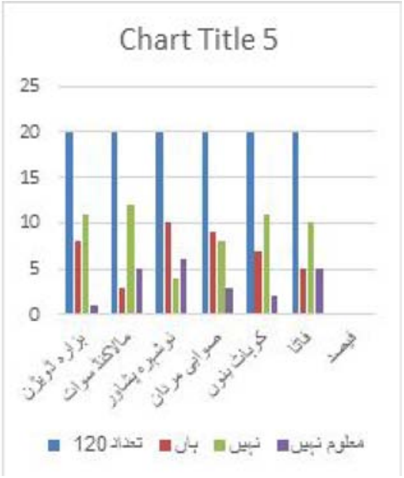

مذکورہ بالا سوال دو متوقع صورتوں پر مشتمل ہے، یعنی عورت شادی شدہ ہے یا عورت غیر شادی شدہ ہے اور اس کی مزید جزئیات بھی بن سکتی ہیں۔

۱۔ عورت شادی شدہ ہے اور اس کو شوہر کی جائیداد میں سے حصہ دیا گیا ہو۔

۲۔ عورت شادی شدہ ہے اور اس کو اولاد کی جائیداد میں سے حصہ دیا گیا ہو۔

۳۔ عورت شادی شدہ ہے اور اس کو باپ کی جائیداد میں سے حصہ دیا گیا ہو۔

۴۔ عورت غیر شادی شدہ ہے اور اس کو باپ کی جائیداد میں سے حصہ دیا گیا ہو۔

مذکورہ بالا سوالوں کو وضاحت سے پوچھا گیا، چاروں کا جواب اس طرح دیا گیا کہ جواب ''ہاں'' کے افراد ٪۳۵ تھے اور ٪۴۷ فیصد افراد نے جواب ''نہیں'' دیا اور پ ٪۱۸ فیصد افراد نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

حقیقت یہی ہے کہ شادی شدہ اور غیر شادی شدہ خواتین کو بھائیوں کی موجودگی میں والد کی جائیداد میں سے حصہ دینے کا تو ایک فیصد بھی سننے میں نہیں آیا۔ مگر ستم یہ ہے کہ جو خواتین مطلقہ یا بیوہ میکے میں رہتی ہیں یا سرے سے ان کی شادی ہی نہیں ہوئی یا بے اولاد ہیں۔ وہ تو اپنے حق میں آواز بھی بلند نہیں کر سکتیں کیونکہ ایسی صورت میں وہ جائیں تو کہاں جائیں۔ ہمیں کئی ایسی لاچار، مطلقہ، بیوہ اور بڑی عمر کی غیر شادی شدہ خواتین کے بارے میں علم ہوا کہ اپنے سر چھپانے کے بدلے اور سال میں دو جوڑے کپڑے، دو وقت کھانے کے بدلے اپنی آزادی کو بیچ دیتی ہیں اور وراثت تو دور کی بات ان کو اپنی تھوڑی سی سہولت کے لئے تمام عمر ناچاہتے ہوئے اپنے سرپرستوں کی مزدوری کرنی پڑتی ہے۔ اگر حکومت کی طرف سے ایسا باقاعدہ خودکار سسٹم ہوتا جس کے ذریعے وارثین کو خود بخود حصہ منتقل ہو جایا کرے تاکہ حقدار کو اپنا حق مل سکے خصوصاً اس طبقے کو جو کہ اپنا حق جانتی بھی نہیں ہیں۔

مولانا عاشق الٰہی بلند شہری اپنی کتاب ''حیلے اور بہانے'' میں لکھتے ہیں:

''مرنے والے کے ترکے میں سے لڑکیوں کو حصہ نہ دینا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ اپنا حق نہیں مانگتی ہیں۔

اور معاف کرانے سے معاف بھی کرا دیتی ہیں، لہٰذا یہ ہمارے لئے حلال ہے۔ واضح رہے کہ حق نہ مانگنا دلیل اس بات کی نہیں کہ انھوں نے دل سے اپنا حق چھوڑ دیا ہے اور رواجی طور پر اوپر دل سے جو معافی ہوتی ہے، اس کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں وہ بیچاری جانتی ہیں۔ کہ ہمارا حصہ تو ہم کو ملنا ہی نہیں۔ اس لئے حق مانگ کر بھائیوں سے بگاڑ کیوں کریں۔ یہ سوچ کر وہ اپنا حق طلب کرنے سے خاموش رہتی ہیں اور معافی مانگنے سے معافی کے الفاظ بھی کہہ دیتی ہیں........ بعض لوگ نفس کو یوں سمجھا لیتے ہیں کہ بھائی زندگی بھر ان کو ان کی سسرال سے بلائیں گے بچوں سمیت آئیں گی، کھائیں گی ان سے ان کا حق ادا ہو جائے گا۔ یہ سب خود فریبی ہے۔ اوّل تو ان پر اتنا خرچ نہیں ہوتا جتنا میراث میں ان کا حصہ نکلتا ہے۔ دوسرے صلہ رحمی کرنی ہے اپنے مال سے کرو۔ پیسہ ان کا اور احسان آپ جتلا رہے ہیں.....''(۱۷)

ہم نے سروے فارم میں لوگوں سے رائے بھی لی تا کہ عوام اور خواص کا نقطہ نظر جانا جا سکے۔ میراث، اور وراثت کے باب میں جن لوگوں کا استحصال ہوتا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ یہاں ایڈوکیٹ رب نواز خان پائن چیمبرز ڈسٹرکٹ کورٹس مانسہرہ ہزارہ نے جو رائے لکھی وہ قابلِ غور ہے:

''عورت کو ترکے میں سے سرکار یا عدالت شریعت کے مطابق حصہ دے دیتی ہے۔ اگر عورت ورثاء سے اپنا حصہ نہیں لیتی تو اس کی مرضی، ورنہ جرگہ برادری یا عدالت حصہ بھی دے دیتی ہے بعض عورتیں اپنا حصہ بھائیوں کے پاس چھوڑ دیتی ہیں تا کہ میکے میں ان کی آؤ بھگت بدستور ہو اور بطورِ حق وہ میکے میں جائیں اور وہاں سے تحفے تحائف لیکر سسرال میں اپنی عزت افزائی کا سبب بنیں۔''(۱۸)

مذکورہ بالا رائے میں ایڈوکیٹ صاحب نے اس بیمار معاشرے کی نشاندہی کی ہے، کہ کس وجہ سے عورت اپنا حق معاف کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

۶۔ اگر عورت مرجائے نئی شادی شدہ یا معمر خاتون تو اس کے میکے (ماں باپ وغیرہ رشتہ داروں) کو اسکے ترکے میں سے حصہ دیا جاتا ہے؟

شہر	تعداد ۱۲۰	ہاں	نہیں	معلوم نہیں
ہزارہ ڈویژن	۲۰	۳۰٪	۵۵٪	۱۵٪
مالاکنڈ/سوات	۲۰	۵٪	۵۵٪	۴۰٪
نوشہرہ/پشاور	۲۰	۱۰٪	۶۵٪	۲۵٪
صوابی/مردان	۲۰	۱۵٪	۵۵٪	۳۰٪
کوہاٹ/ بنوں	۲۰	۲۰٪	۶۰٪	۲۰٪
فاٹا	۲۰	۲۵٪	۵۵٪	۲۰٪
فیصد	۱۰۰٪	۱۸٪	۵۷٪	۲۵٪

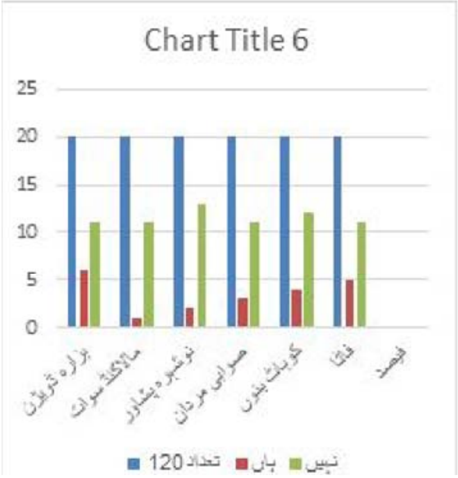

اس مسئلے کی یہ متوقع صورتیں ہوسکتی ہیں:

۱۔ نئی شادی شدہ خاتون مرجائے اوراسکی اولاد ہوتواس کے وارثین کواس کے ترکے میں سے حصہ دیاجاتاہے یانہیں؟

۲۔ نئی شادی شدہ خاتون مرجائے اوراسکی اولاد نہ ہوتواس کے وارثین کواس کے ترکے میں سے حصہ دیاجاتاہے یانہیں؟

۳۔ معمر خاتون مرجائے اوراسکی اولاد ہوتواس کے وارثین کواس کے ترکے میں سے حصہ دیاجاتاہے یانہیں؟

۴۔ معمر خاتون مرجائے اوراسکی اولاد نہ ہوتواس کے وارثین کواس کے ترکے میں سے حصہ دیاجاتاہے یانہیں؟

۵۔ غیرشادی شدہ خاتون مرجائے تواس کے وارثین کواس کے ترکے میں سے حصہ دیاجاتاہے یانہیں؟

مذکورہ بالاتمام صورتوں میں خاتون کے وارثین اس صورت میں حصہ پاتے ہیں جبکہ وہ خاتون بےاولاد ہواورکافی زمینیں چھوڑکرمرگئی ہو،اورایسی صورت بہت شاذونادرہی دیکھنےکوملتی ہےمگرتب بھی زمینوں کابٹوارہ ہوتاہےاپنی مرضی سےکسی کادل کرے توبہنوں کوحصہ دےدےکسی کادل نہ کرےتونہ دے۔

چنانچہ ۱۸٪افراد نے جواب ''ہاں'' پرنشان لگایاجبکہ ۵۷٪فیصد کے نزدیک حصہ نہیں دیاجاتا،جبکہ ۲۵٪فیصد کے نزدیک ان کومعلوم نہیں کہ حصہ دیاجاتاہے یانہیں؟

نئی شادی شدہ خاتون مرجائے اوراس کی اولاد نہ ہو،یامعمر خاتون شادی شدہ مرجائے جوبےاولاد ہو،عموماًاس کے مرنے پر،یوں کیاجاتاہے کہ بری(وہ تحائف جولڑکے والے دیتے ہیں)جس کی مالک دلہن ہوتی ہے یہاں کے عرف میں وہ لڑکے والے رکھ لیتے ہیں اورجہیزلڑکی والے لےجاتے ہیں وہ بھی تب جبکہ لڑکے والوں کی مرضی شامل ہو۔

ہمارےعلم میں ایک نئی شادی شدہ خاتون کامعاملہ آیاجن کےانتقال پران کےسسرال والوں نے بظاہرمیراث تقسیم کی مگر اپنی مرضی سےاورسوال وجواب سےمعلوم ہواکہ ترکہ کی تقسیم میں مکمل شریعت کےاصولوں کومدنظرنہیں رکھاگیاتھا۔(۱۹)

اسی طرح ایک اورخاتون کاانتقال ہوا،اورچونکہ انتقال اپنے بھائیوں کے گھرمیں ہوا۔جوسامان ان کی ملکیت کاجس جس کے پاس تھاوہ سب دباگئے،نہ شریعت کاپاس کیاگیااورنہ ہی اسلامی احکامات کومدنظررکھاگیا۔(۲۰)

سیدمعرف شاہ شیرازی کونش ویلی کےایک معرف قانون دان ہیں اوراپنی ایک کتاب (اسلام اورجمہوریت) میں نفاذِ شریعت پراورپوتےپوتی کی میراث پرسیرحاصل بحث کرچکے ہیں(۲۱)،ان کے بیٹے سیدجمیل شاہ شیرازی سے بھی ہم نے سروے فارم پرکروایاوہ لکھتے ہیں کہ:

> ''میری رائے میں آج بھی بعض علاقوں میں وراثت کےقوانین پرعملدرآمدنہیں ہورہا،میری تجویزیہ ہے کہ اگرایک شخص فوت ہوجائےتوپٹواری اورتحصیلدارتمام ورثاءکواکھٹے کرکےجووارث جوجگہ لیناچاہے دوسرےورثاءکی مرضی سےتمام شرعی ورثاءمیں تقسیم کردےاورخاص طورپرخواتین کاحصہ موقعہ پرالگ کرکےدےتاکہ خواتین پرجومعاشرتی دباؤہےوہ بھی ختم ہوجائے۔''(۲۲)

اسی طرح ہزارہ ڈویژن کےایک مولاناصاحب جوکہ جامعہ بنوریہ سائٹ ایریامیں استاد ہیں ان کے خیال میں مکمل شرعی

تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اور مکمل طرح سے جو حقدار کو حق ملنا چاہئے، ایسا کوئی ایک کیس بھی انھوں نے نہیں سنا، ہم نے اپنے سروے کو نا صرف ان سے پر کروایا بلکہ ان سے اس موضوع پر کافی سیر حاصل گفتگو کی، ان کے خیال میں ان کے علم میں اب تک کوئی ایسا معاملہ نہیں کہ جس میں میت کے مرنے کے بعد اس کی ملکیت کی تمام اشیاء کو جمع کیا گیا ہو اور پھر تمام ورثاء کو جمع کر کے ان کی مرضی کے مطابق حصے تقسیم کئے گئے ہوں۔(۲۳)

اسی طرح مالاکنڈ کی ایک خاتون جو کہ جماعت اسلامی کی کارکن ہیں وہ کہتی ہیں کہ ان کے علم میں کوئی ایسا کیس نہیں کہ مکمل شریعت کے اصولوں کو مدنظر رکھ کر وراثت کی تقسیم کی گئی ہو۔(۲۴)

اگلا سوال یہ تھا کہ:

۷۔ آپ کے ہاں کسی میت کے مرنے پر شریعت کے مطابق حصے کئے جاتے ہیں یا اپنی مرضی سے؟

شہر	تعداد۱۲۰	شریعت	اپنی مرضی سے
ہزارہ ڈویژن	۲۰	۶۵٪	۳۵٪
مالاکنڈ/سوات	۲۰	۲۵٪	۷۵٪
نوشہرہ/پشاور	۲۰	۴۵٪	۵۵٪
صوابی/مردان	۲۰	۵۵٪	۴۵٪
کوہاٹ/بنوں	۲۰	۶۰٪	۴۰٪
فاٹا	۲۰	۴۵٪	۵۵٪
فیصد	۱۰۰٪	۴۹٪	۵۱٪

مذکورہ بالا سوال کے جواب میں ۴۹٪ فیصد نے ''شریعت'' پر نشان لگایا اور ۵۱٪ فیصد نے ''اپنی مرضی سے پر''۔

سخاکوٹ، سوات کی ایک خاتون سے ہماری بات ہوئی وہ عورت فاؤنڈیشن میں اعلیٰ عہدے پر فائز رہ چکی ہیں (عورت فاؤنڈیشن عورتوں کو ان کے حقوق دلانے کے سلسلے میں خیبر پختونخواہ میں کافی کام کر رہی ہے۔ ہری پور میں اس سلسلے میں عورت فاؤنڈیشن کے تحت ۱۰ اردسمبر ۲۰۱۱ء میں منعقد کیا گیا)(۲۵) اور کافی عرصے سے علاقے میں رفاعی کام کر رہی ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ انھوں نے ایسے سینکڑوں کیسز خواتین کے نان نفقہ اور جائیداد کے طلاق کے حل کرائے ہیں کہ جن میں خواتین اپنا حق نہ ملنے کی وجہ سے نہایت کسمپرسی کا شکار تھیں۔ اور اب بھی کئی خواتین اپنے حقوق کے حصول کے انتظار میں ہیں۔(۲۶)

ہزارہ ڈویژن کے انتہائی معزز اور جید عالم جو اچھڑیاں کے رہنے والے ہیں اور حکمت کا کام بھی کرتے ہیں اور صوبے کے دور دراز علاقوں سے ان کے پاس لوگ آتے ہیں۔ ہم نے ان سے بھی ملاقات کی، ان کا کہنا تھا کہ وہ اب تک کسی ایک شخص کو نہیں جانتے کہ اس نے شرعی تقاضوں کو مدنظر رکھ کر مالِ وراثت تقسیم کیا ہو۔(۲۷)

۸۔ آپ کے خیال میں آپ کے علاقے میں وراثت کے مسائل عموماً کس طرح سے حل کئے جاتے ہیں؟

شہر	تعداد۱۲۰	جرگہ	فتویٰ	عدالت
ہزارہ ڈویژن	۲۰	۶۵٪	۲۵٪	۱۰٪
مالاکنڈ/سوات	۲۰	۹۵٪	۰	۵٪
نوشہرہ/پشاور	۲۰	۴۵٪	۱۰٪	۴۵٪
صوابی/مردان	۲۰	۷۰٪	۵٪	۲۵٪
کوہاٹ/بنوں	۲۰	۷۰٪	۱۵٪	۱۵٪
فاٹا	۲۰	۱۰۰٪	۰	۰
فیصد	۱۰۰٪	۷۴٪	۹٪	۱۷٪

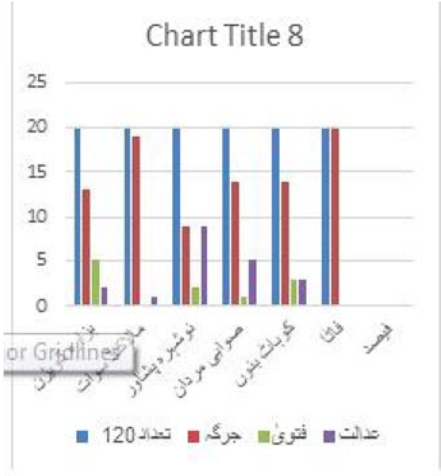

مذکورہ بالا سوال کا مقصد یہ تھا کہ آیا یہ معلوم کیا جائے کہ عام آدمی اپنے حق کے حصول کے لئے کون سا راستہ اختیار کرنا پسند کرتا ہے۔ مذکورہ بالا جوابات میں ''جرگہ'' کے حق میں ۷۴٪ جبکہ ''فتویٰ'' کے حق میں ۹٪ اور ''عدالت'' کے لئے ۱۷٪ افراد نے رائے دی۔

اس موضوع پر بہت لوگوں سے ملنے اور بہت تحقیق کے بعد یہی بات سامنے آئی ہے کہ لوگ پہلے جرگہ کو ترجیح دیتے ہیں اور گاؤں کے عمائدین کو جمع کر کے اپنی جائیداد کا فیصلہ کرتے ہیں اور پھر پٹواری سے لکھوالیتے ہیں۔ بلکہ پٹواریوں کا عمل دخل اس حد تک بڑھ چکا ہے کہ ان سے مل کر جائیداد کے خسروں سے ہی خواتین ورثاء کو محروم کر دیتے ہیں اور اس کو رواج کا نام دیتے ہیں پرسنل لاء ۱۹۳۵ء کے تحت ایسا کرنا قانوناً درست نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی قانونی حیثیت ہے۔ جیسا کہ ایک کیس پشاور کورٹ میں اس سلسلے میں دائر کیا گیا۔ (۲۸)

کچھ فریق جن کو لگتا ہے کہ وہ حصے دار تھے مگر ان کو حصہ نہیں ملا وہ مفتی حضرات سے رجوع کرتے ہیں ایسے کیسز عموماً تب دیکھے گئے کہ ''کلالہ'' (۲۹)، (۳۰) جو بہت صاحبِ جائیداد بھی ہوا گر اس کی جائیداد پر کوئی ایک قبضہ کر لے یا وہ کلالہ خود کسی کے نام کر دے یا مرنے سے پہلے ساری جائیداد بیچ دے تا کہ اس کے وارث محروم ہو جائیں، (شنکیاری مانسہرہ میں حال ہی میں عدالت میں کیس دائر کیا ہے کہ اس کلالہ نے بھتیجوں کو محروم کرنے کے لئے سب جائیداد اونے پونے بیچ دی۔ ان کے مرنے پر عقدہ کھلا اب عدالت میں اس کا شفعہ کا کیس چل رہا ہے۔ (۳۱)

مگر اکثر لوگ جو کلالہ کی جائیداد کے لیے کیس کرتے ہیں اور ان کو ان کا حق بھی مل جاتا ہے مسمات عائشہ بی بی نے کیس دائر کیا تھا کہ وہ اپنے بھائی کی وارث بن سکتی ہے یا نہیں؟ تو جائیداد کا فیصلہ اس کے حق میں کیا گیا۔ (۳۲)

چنانچہ بہت کم لوگ اور خواتین نہ ہونے کے برابر عدالت میں ایسے کیسز کا رخ کرتے ہیں، اور یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ

قدیم چپقلشیں نبھانے کے لئے اور فریقین ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کو جنگلات اور شاملات کی زمینوں کے کیس دائر کر دیتے ہیں۔

اسی سلسلے میں کراچی یونیورسٹی کے ایک پروفیسر جو خیبر پختونخواہ سے تعلق رکھتے ہیں ان سے تفصیلی بات ہوئی ان کا کہنا تھا کہ ''وراثت اور ترکے کے معاملے میں عوام الناس اور اہل علم دونوں میں کوتاہی برتی جارہی ہے اور لوگ وراثت کے مال کو حق سمجھ کر دبا لیتے ہیں اور اس بات کی بالکل پرواہ نہیں کرتے کہ یہ حرام ہے۔'' (۳۳)

مذکورہ بالا سوال کا مقصد یہ تھا کہ آیا یہ معلوم کیا جائے کہ عام آدمی اپنے حق کے حصول کے لئے کون سا راستہ اختیار کرنا پسند کرتا ہے۔ اس لئے یہ جاننا بھی ضروری تھا کہ آیا کتنے لوگ اس کی طرف رجوع کرنے کے بعد کتنے فیصد لوگ اس پر عمل کرتے ہیں یا اپنا حق حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

۹۔ کتنے فیصد لوگ اس (above) فیصلے پر عمل کرتے ہیں؟

شہر	تعداد۱۲۰	۱۰۰٪	۵۰٪	۲۵٪
ہزارہ ڈویژن	۲۰	۴۰٪	۴۵٪	۱۵٪
مالاکنڈ/سوات	۲۰	۲۵٪	۶۵٪	۱۰٪
نوشہرہ/پشاور	۲۰	۱۰٪	۶۰٪	۳۰٪
صوابی/مردان	۲۰	۳۵٪	۶۰٪	۵٪
کوہاٹ/بنوں	۲۰	۳۵٪	۶۵٪	۰
فاٹا	۲۰	۵۵٪	۴۵٪	۰
فیصد	۱۰۰٪	۳۳٪	۵۷٪	۱۰٪

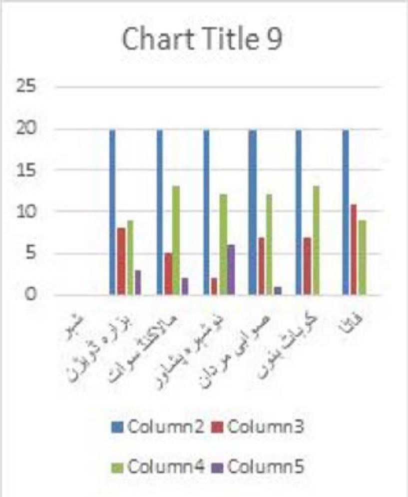

چونکہ ان علاقوں میں جرگہ سسٹم ہے اور زیادہ تر یہی ہوتا ہے ان جگہوں پر کہ قرعہ اندازی کے طور پر زمینیں تقسیم کی جاتی ہیں اور جس کے حصہ میں جو جگہ آئے وہ لینی پڑتی ہے، مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی من پسند جگہ نہ ملنے پر اس فیصلے کو تسلیم نہیں کرتے اسی طرح فتویٰ یا عدالت کی طرف رجوع کرنے والوں میں سے بھی اکثر ایسے ہوتے ہیں کے رجوع تو ماقبل الذکر تینوں ذرائع کی طرف کر لیتے ہیں مگر فریقین میں سے ایک اس کو تسلیم ہی نہیں کرتے،

چنانچہ ہم نے اس کو افراد کی فیصدی اعتبار سے تقسیم کیا، ۱۰۰٪، ۵۰٪، ۲۵٪۔

۳۳٪ افراد کے نزدیک لوگ ۱۰۰٪ اس فیصلے کو قبول کرتے ہیں، جبکہ ۵۷٪ فیصد افراد کے نزدیک ۵۰٪ فیصد افراد اس فیصلے کو تسلیم کرتے ہیں۔ جبکہ ۱۰٪ فیصد افراد کے نزدیک ۲۵٪ فیصد افراد اس فیصلے کو تسلیم کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرگہ عدالت یا فتویٰ کی طرف رجوع کرنے کے بعد بھی جائیداد عرصے تک قابض کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور اکثر ان فیصلوں پر عملدرآمد بھی کم ہی ہوتا ہے۔

۱۰۔ کیا ایک لڑکی یا لڑکا جس کو شریعت کے مطابق حصہ نہ ملے تو وہ اس کے حصول کے لئے عدالت یا جرگہ میں دعوی (claim) کرسکتا ہے؟

شہر	تعداد۱۲۰	ہاں	نہیں	معلوم نہیں
ہزارہ ڈویژن	۲۰	۸۵٪	۱۰٪	۵٪
مالاکنڈ/سوات	۲۰	۱۰۰٪	۰	۰
نوشہرہ/پشاور	۲۰	۷۵٪	۱۰٪	۱۵٪
صوابی/مردان	۲۰	۸۵٪	۰	۱۵٪
کوہاٹ/بنوں	۲۰	۹۵٪	۵٪	۰
فاٹا	۲۰	۱۰۰٪	۰	۰
فیصد	۱۰۰٪	۹۰٪	۳٪	۷٪

مذکورہ بالا سوال نہایت واضح ہے کہ کوئی اپنے حقوق کے لئے عدالت یا جرگہ کا رخ آسانی کر سکتے ہیں؟ آیا ایسی صورت میں وہ کسی معاشرتی قیود کا شکار تو نہیں ہوتے؟

تو اس کے جواب میں ۹۰٪ فیصد افراد نے ''ہاں'' پر نشان لگائے اور ۳٪ نے ''نہیں'' پر اور ۷٪ نے ''معلوم نہیں'' پر۔

نتیجہ

بہر حال اس سروے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے اور جیسا کہ ہم نے ایک ایک فرد سے بات کی خواتین کی رائے طلب کی، قانون جاننے والوں اور شریعت سے واقف افراد کی رائے لی تو اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ دو قسم کے لوگوں کا بری طرح سے استحصال ہو رہا ہے، اس میں ایک تو کمزور طبقے کا کہ جس میں خواتین کے ساتھ مرد بھی شامل ہیں جو عدالت کی طرف کچھ وجوہ سے رجوع نہیں کر سکتے اس میں اہم وکلاء کی فیسیں بھی ہیں۔ دوسرے عورت کا خاص طور سے جب وہ بہن اور بیٹی کے روپ میں ہو۔

اس سروے کا مقصد یہ تھا کہ کیا ان علاقوں میں عام آدمی کو اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے حقوق کا کس حد تک ادراک ہے؟

علاوہ ازیں عام اور خاص دونوں طبقوں کو شرعی اعتبار سے حصوں کی مقدار کا علم ہے یا نہیں اور اس کا تناسب کیا ہے؟ اور کیا کمزور طبقہ بالخصوص عورت اپنے حقوق کے لئے آواز بلند کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور ایسی صورت میں لوگ تین قسم کے ذرائع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جرگہ، فتوی اور عدالت۔ تو یہ معلوم کرنا بھی مقصود تھا کہ حق نہ ملنے کی صورت میں کمزور طبقہ کس طرف رجوع پہلے کرتا ہے اور اس فیصلے کو کس حد تک قبول کرتا ہے۔

عام طور پر عورت کو مہر نہیں دیا جاتا تو کیا اس کے شوہر کے انتقال کی صورت میں اس کو جائیداد میں حصہ کے ساتھ مہر بھی ادا

کیا جاتا ہے یا نہیں۔ علاوہ ازیں ہم نے دیکھا کہ نئی شادی شدہ عورت اگر بیوہ ہوجائے تو اس کو جائیداد میں حصہ تو کجا اس کا اپنا جہیز نہیں دیا جاتا اور نہ ہی نکاحِ ثانی کی اجازت ہوتی ہے۔

ہم نے دیکھا کہ عدالت کا رخ بہت ہی کم صورتوں میں کیا جاتا ہے اور ایسی صورت میں مدعی اور مدعی علیہ کے درمیان دشمنی چھڑ نا ناگزیر ہے۔ نادرن ایریاز میں فتویٰ اور جرگہ سسٹم پر زیادہ طور پر عمل کرتے ہیں جس کا مقصد حقِ ملکیت کا حصول ہوتا ہے۔

شہروں اور دیہی علاقوں میں وراثت کے استحصال کے تناسب میں قدرے فرق پایا جاتا ہے مگر اکثر پڑھی لکھی خواتین کا اس بارے میں ردِعمل دیکھنے کو ملا ہے کہ وہ چونکہ کافی حد تک اپنے معاملات میں بے اختیار ہوتی ہے چنانچہ وہ سسرال کو فریقِ مخالف سمجھتی ہے اور میکے سے خود ہی حصہ لینا معیوب سمجھتی ہے اور اپنے میکے کا مان رکھنے اور سسرالیوں میں عزت پانے کے لئے اپنے حق سے دستبردار ہوتی ہے۔ اور اگر وہ بھائیوں کے دباؤ کا شکار نہ ہو اور اپنا حصہ لینے کے بعد بھی اس کی خاندان اور میکے میں وہی عزت کی جاتی ہو تو وہ کبھی اپنا حق نہ چھوڑے۔

اگر اس سلسلے میں باقاعدہ ایک مخصوص پلیٹ فارم بن جائے اور لوگوں خصوصاً خواتین کو اس بات کا احساس دلایا جائے کہ یہ حق ان کو شریعت کی طرف سے دیا گیا ہے اور ان کے اس عمل سے کافی لاچار خواتین کو حقوق بروقت مل سکتے ہیں، تو معاشرہ ایک مثبت تبدیلی کی طرف گامزن ہوگا۔

اس سلسلے میں چونکہ علماء کی عام آدمی تک رسائی ہے ان کو چاہیے کہ وقتاً فوقتاً لوگوں میں اس کا شعور بیدار کریں کہ کسی کا مال غصب کرنے کی کیا وعیدیں ہیں؟

اس کے علاوہ پڑھے لکھے لوگوں اور این جی اوز کو اس سلسلے میں اپنا مثبت کردار ادا کرنا چاہیے تاکہ غریب آدمی اگر اپنے حق کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائے تو اس پر عملدرآمد ہو، اور کم خرچ پر بآسانی اپنا حق وصول کرسکے۔

سب سے اہم پیش رفت کی ضرورت مقتدر حلقوں کی ہونی چاہئے کہ وہ ایک مثال اپنے گھر سے پیش کریں اور کوئی ایسا ادارہ یا قانون نافذ ہو کہ جتنے حقدار ہیں ان کو خود بخود حصے منتقل ہوجائیں بلکہ زمینیں تقسیم ہوجائیں۔ اس کے بعد کوئی بہن اپنے میکے کو گفٹ میں وہ حصہ واپس دینا چاہتی ہو تو بخوشی دے دے۔ جن علاقوں میں جرگہ سسٹم ہے ان کے عمائدین کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ کسی کے انتقال کی صورت میں اس کی جائیداد کو باہمی رضامندی سے اسلامی اصولوں کے مطابق تقسیم کردیں۔

حوالہ جات

(۱) النساء:۱۳۔۱۴

(۲) اخبرنا ابوبكر احمد بن محمد بن احمعد بن الغارث الاصنبهانى ،انا ابو محمد بن ابوالشيخ ،ثنا حسن بن هارون ابن سليمان،ثنا عبدالاعلى بن حماد،ثنا حماد بن سلمة،عن على بن زيد،عن ابن حرة الرقاشبى،عن عمه،ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يحل مال امرى مسلم الا يطيب نفس منه

(۳) البیھقی، احمد بن الحسین بن علی بن موسی الخراسانی، ابوبکر وشعب الایمان، ریاض، الناشر، مکتبۃ الرشد للنشر والتواریخ بالتعاون مع الدار السلفیۃ ببومبای بالھند، الطبعۃ: الاولی، ۱۴۲۳ـ۲۰۰۳ء م، بحوالہ مکتبۃ الشاملۃ

(۴) http://www.globalpropertyguide.com/Asia/Pakistan/Inhertiance

(۵) Inheritance process in Pakistan depends on religious affiniteis.All persons of sound mind,regardless of their nationality or residential status,are entitled by law or inherit immovable and/or movable property in Pakistan,but the inheritance provisions depend on whether the deceased was a Christian,a Hindu,or a Muslim.With in the Muslim category, the definitions of heirs, and their shares,are decided according to their sects and sub-sects,e.g. Cutchi Memon,Khoja,Sunni or Shia.

(۶) Eatizaz Ahmed,Anbreen Bibi and Tahir Mahmood,Attitudes Towards Woman's Rights to Inheritance in District Lakki Marwat, Pakistan, 51:3 (Autumn 2012)pp.197-217(pdf file)p.214

(۷) http://pu.edu.pk/images/journal/csas/PDF/6%20naghma%20Parveen v31 no1 jan-jun2016.pdf

(۸) http:/en.wikipedia.org/wiki/Provinically Administered Tribal Areas

(۹) النساء:۱ـ۶

(۱۰) النساء:۷

(۱۱) http//en,wikipedia.org/wiki/bhoja_Air_Flight_213#Sequence_of_event

(۱۲) ہدمیٰ غرقیٰ حرقیٰ (ہدمیٰ: یعنی کسی ملبے کے نیچے دب کر مرنے والے ایک خاندان کے افراد، غرقیٰ: یعنی ڈوب کر ہلاک ہونے والے ایک خاندان کے ایک سے زیادہ وارث، حرقیٰ یعنی: ایک ساتھ جل کر مرجانے والے ایک ہی خاندان کے کئی افراد)

(۱۳) السجاوندی الحنفی، شیخ سراج الدین محمد بن عبدالرشید، السراجی فی المیراث (گلستان جوہر کراچی پاکستان، مکتبہ البشریٰ چودھری محمد علی الخیریہ، ۲۰۰۹ء/۱۴۳۰ھ) ص ۱۳۰

(۱۴) کاکاخیل، سید شبیر نے اپنی آن لائن کتاب میں مرگ انبوہ کے ضمن میں تعریف ذکر کی ہے جس سے ایسی ہی اموات مراد ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

> ''مرگ انبوہ: اگر ناگہانی طور پر کئی افراد کسی وجہ سے اکھٹے مرجائیں اور ان میں یہ فیصلہ کرنا ممکن نہ ہو کہ کون پہلے مرا تھا اور کون بعد میں تو یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ سب بیک وقت مرے تھے اور فوت شدہ اشخاص آپس میں ایک دوسرے سے میراث نہیں لیں گے اور ان کے زندہ رشتہ داران سب سے میراث لیں گے۔''

(۱۵) http://tazkia.org/ur/figh/?miras

(۱۶) مفتی محمد آصف اختر (معلم: جامعہ بنوریہ سائٹ ایریا، جامعہ طاہریہ) ساکن اورنگی ٹاؤن کراچی، ۱۵/دسمبر ۲۰۱۶ء، بمقام مومن آباد اورنگی ٹاون کراچی

(۱۷) بلند شہری، مولانا محمد عاشق الٰہی، حیلے اور بہانے، (کراچی نمبر 1، دارالشاعت متصل اردو بازار ٹیمپل روڈ، اشاعت اول۔ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ)، ص ۹۶۔۹۷

(۱۸) ایڈوکیٹ رب نواز خان ولد اجون خان، ۱۳ اپائن چیمبرز ڈسٹرکٹ کورٹس، مانسہرہ ہزارہ ڈویژن، جون ۲۰۱۶ء (بذریعہ سوالنامہ: بمقام، مانسہرہ)

(۱۹) مرحومہ فائزہ بنت امان اللہ شاہ ساکنہ ہزارہ ڈویژن (انتقال: ۲۰۱۴ء فروری)

(۲۰) مرحومہ زرینہ بنت محمد یونس، انتقال: ۲۰۰۹ء، موضع: بٹل ہزارہ ڈویژن

(۲۱) شیرازی، سید معروف شاہ ایڈوکیٹ۔ اسلام اور جمہوریت (جرنیلوں اور ججوں کے زیرِ سایہ) (مانسہرہ، منشوراتِ اسلامی چنارکوٹ ضلع مانسہرہ میٹرو پرنٹنگ پریس) ۱۲۸۔۱۲۹

(۲۲) ایڈوکیٹ جمیل شاہ شیرازی ساکن چنارکوٹ، انٹرویو بمقام مانسہرہ خیبر پختونخواہ، مورخہ: ۲۰۱۶ء

(۲۳) مولانا نعیم اللہ شاہ صاحب (استاذ جامعہ بنوریہ سائٹ ایریا، ساکن حال مومن آباد اورنگی ٹاؤن کراچی، ساکن مستقل، سنگل کوٹ، کونش ویلی ہزارہ ڈویژن خیبر پختونخواہ۔) (بمقام: اورنگی ٹاؤن کراچی، جنوری ۲۰۱۷ء)

(۲۴) یاسمین بنت شیر محمد (صدر الخدمت فاؤنڈیشن مالاکنڈ) عرف نازی گل ساکنہ کالج تھانہ مالاکنڈ سوات

(۲۵) Aurat Foundation Peshawar,Legislative Watch,Aurat Publication and inforamation Service Foundation,December 2011,issue no.38,p5.

(۲۶) گوہر ناز (عرف آپا گل) اسپیکر عورت فاؤنڈیشن، (فلاحی کارکن) ساکنہ، سخاکوٹ سوات، (انٹرویو: دسمبر ۲۰۱۷ء)

(۲۷) مولانا شبیر ندیم صاحب (ساکن کورے باڈہ، مانسہرہ خیبر پختون خواہ) اگست ۲۰۱۶ء (بالمشافہ انٹرویو: بمقام، کورے باڈہ مانسہرہ)

(۲۸) مسمی خالق داد، (مدعی) بخلاف مدعی علیہ احمد نواز، ۲۱۰۴ء، ۲۰۶ اپشاور ہائی کورٹ (بمعرفت: سول جج، ملک امان)

(۲۹) کلالہ سے مراد: قرآنی آیات کی روسے اور کتاب خلاصۃ السراجی کے حوالے سے: کلالہ اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کے اصول وفروع میں سے کوئی نہ ہو اور اس کے بھائی یا بہنیں ہوں۔

(۳۰) مولویانوی، مولوی محمد خلیل اللہ، خلاصۃ السراجی، (رحیم یار خان، مکتبہ تفسیریہ جامعہ تفسیریہ شمس العلوم طبع پنجم ۱۴۳۰ھ) ص ۹۴

(۳۱) عدنان خان ولد جہانگیر خان (کیس شفعہ: مرحوم دلاور خان)، ساکن شنکیاری ہزارہ ڈویژن، ۲۰۱۵ء

(۳۲) عاشہ بی بی۔۲۰۱۳ء 1540SCMR، سپریم کورٹ خیبر پختواہ (Persnal Law according to act 1935)

(۳۳) ڈاکٹر تاج محمد اسسٹنٹ پروفیسر، جامعہ کراچی، (ساکن: اوگی ہزارہ ڈویژن خیبر پختونخواہ، (انٹرویو: دسمبر ۲۰۱۷ء)